S_1996_5_763_770

عدالت عظمیٰ رپوٹس 1996 ایس یو پی پی 5 ایس سی آر

ڈاکٹر دلیپ کمار ڈیکا اور دیگر

بنام۔

ریاست آسام اور دیگر

10 ستمبر 1996

ایم۔کے۔مکھرجی اور ایس۔پی۔کردوکر، جسٹسز

عدالتی پابندیاں:

قتل کیس میں ملزم-دوڈاکٹروں کی رپورٹ کی بناپر پولیس حراست کاحکم دیا گیا ملزم عدالت کے حکم کے بغیر اسپتال میں ہی رہے-سی جے ایم کی طرف سے اجازت مسترد-ترمیم دائر-میڈیکل بورڈ تشکیل-بورڈ اس نتیجے پر پہنچا کہ ملزم کوکوئی بڑی بیماری نہیں ہے-عدالت عالیہ کے جج نے نظر ثانی کی درخواست کومسترد کرتے ہوئے، دونوں ڈاکٹروں کے خلاف ان کی سرکاری حیثیت کے غلط استعمال پر کچھ تبصرے کیےاور یہ کہ وہ قانون کے کٹہرے میں لائے جانے کے ذمہ دار ہیں-تبصرے کوختم کرنے کی اپیل پر، کہا: ریمارکس کی نوعیت نے اپیل گزاروں پران کے کرداراور ساکھ اور کیریئر کوبھی متاثر کرنے والے سنگین شکوک وشبہات کا اظہار کیا-انہیں سماعت کا موقع دیے بغیر مذمت کرنا قدرتی انصاف کے بنیادی اصول کی مکمل نفی تھی-انتظامی قانون-قدرتی انصاف۔

ریاست اتر پردیش بنام محمد نیام، (1964) 2 ایس سی آر 363؛ جاگے رام، انسپکٹر آف پولیس دیگر بنام ہنس راج میدھا، اے آئی آر (1972) ایس سی 1140؛ آر کے لکشمنن بنام اے کے سری نواسن، اے آئی آر (1975) ایس سی 1741؛ نرنجن پٹنائک بنام ششی بھوسن کرودیگر، اے آئی آر (1986) ایس سی 819 اور ابانی کانتی رے بنام ریاست اڑیسہ اور دیگر (1995) 6 اسکیل 41، پر انحصار کیا۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1996 کی فوجداری اپیل نمبر 1699۔

1995 کے سی آر نمبر 447 میں آسام عدالت عالیہ کے 18.9.95 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کی طرف سے پی۔کے۔گوسوامی، راجیو مہتا اور کیلاش واسدیو۔

جواب دہندگان کی طرف سے ایس۔ایم۔چودھری اور شکیل احمد سید۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

اجازت دی گئی۔

فریقین کے فاضل وکلاء کو سنا

.2 یہ اپیل گوہاٹی عدالت عالیہ کے ایک فاضل جج کی طرف سے یہاں دو اپیل گزاروں، یعنی ڈاکٹر دلیپ کمار ڈیکا اور ڈاکٹر پی کے برواہ، جو مہندر موہن چودھری ہسپتال گوہاٹی (مختصر طور پر 'ایم ایم سی ایچ') سے منسلک ہیں، کے خلاف کیے گئے کچھ ریمارکس کو خارج کرنے کے لیے ہے، جبکہ ایک قتل کے مقدمے میں ملزم کی طرف سے دائر مجرمانہ نظر ثانی کی درخواست کو نمٹا رہا ہے۔تبصرے کی طرف لے جانے والے حقائق اور حالات درج ذیل ہیں۔

.3 مسز کارابی داس اور ان کی بھانجی محترمہ چندر رانی دھریتری داس کے قتل پر یکم اگست 1995 کو لتاسل پولیس اسٹیشن نے آئی پی سی کی دفعہ 303 کے تحت مقدمہ درج کیا تھا۔اس معاملے کے سلسلے میں محترمہ گیتا کلیتا اور اس کے شوہر شری بھاگیہ کلیتا کو 2 اگست 1995 کو گرفتار کیا گیا اور اگلے دن (3 اگست 1995) چیف جوڈیشل مجسٹریٹ، گوہاٹی کے سامنے پیش کیے جانے پر تفتیشی افسر کی درخواست پر انہیں سات دن کے لیے پولیس حراست میں بھیج دیا گیا۔پولیس حراست میں رہتے ہوئے محترمہ۔کلیتا نے 8 اگست 1995 کی رات کو پیٹ میں شدید درد کی شکایت کی اور اس لیے پولیس اسے ایم ایم سی ایچ لے گئی۔ وہاں سب سے پہلے ڈاکٹر کے ایس دوورہ نے ان کا علاج کیا اور ان کے مشورے پر انہیں ہسپتال میں اندرونی مریض کے طور پر داخل کیا گیا۔اگلے دن اپیل نمبر 1 نے اس کا معائنہ کیا اور تشخیص کی کہ وہ پیپٹک السر اور اپینڈیسائٹس میں مبتلا ہے۔اپیل نمبر 1 نے پھر ہسپتال کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو مشورہ دیا کہ وہ اسے گوہاٹی میڈیکل کالج ہسپتال (مختصر طور پر 'جی ایم سی ایچ') منتقل کر دیں کیونکہ ان کے ہسپتال میں الٹراسونوگرافی کی سہولت دستیاب نہیں تھی۔اس کے مطابق، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے 9 اگست 1995 کو لتاسل پولیس اسٹیشن کے انچارج افسر کو ایک خط لکھا جس میں ان سے درخواست کی گئی کہ وہ اسے جی ایم سی ایچ منتقل کرنے کے لیے حفاظتی انتظامات کریں۔تاہم، اسے جی ایم سی ایچ میں منتقل نہیں کیا گیا اور اس وجہ سے، ایم ایم سی ایچ کے ڈاکٹروں نے ان کا علاج جاری رکھا جن میں دو اپیل کنندگان بھی شامل تھے۔

.4 16 اگست 1995 کو، جب یہ ایڈیشنل چیف جوڈیشل مجسٹریٹ، گوہاٹی کے نوٹس میں لایا گیا، کہ عدالت حکم کے بغیر محترمہ . کلیتا کو اسپتال میں داخل کیا گیا تھا، اس نے اس سلسلے میں تفتیشی افسر

(آئی او) سے وضاحت طلب کرنے کا حکم جاری کیا اور اسے ان طبی افسران کے نام پیش کرنے کی ہدایت کی جنہوں نے اس کا علاج کیا تھا۔ ایم ایم سی ایچ کے سپرنٹنڈنٹ کو بھی ہدایت کی گئی کہ وہ محترمہ کلیتا کی حالت کے بارے میں تفصیلی رپورٹ پیش کریں۔ 21 اگست 1995 مذکورہ ہدایت کی تعمیل کے لیے سپرنٹنڈنٹ نے اپیل گزاروں سے کہا کہ وہ اس کے طبی معائنے کی تفصیلی رپورٹ پیش کریں اور اس طرح پیش کی قابل رپورٹ کی بنیاد پر انہوں نے اپنی رپورٹ اسکالر مجسٹریٹ کو بھیج دی۔ رپورٹ پر غور کرنے پر قابل مجسٹریٹ نے 21 اگست 1995 کو ایک اور حکم جاری کیا جس میں سپرنٹنڈنٹ، ایم ایم سی ایچ سے کہا گیا کہ وہ محترمہ کلیتا کی حالت کے بارے میں ہفتہ وار رپورٹیں پیش کریں۔ مذکورہ حکم کے لحاظ سے سپرنٹنڈنٹ نے اپیل گزاروں کی طرف سے 24 اگست 1995 کو پیش کی گئی طبی رپورٹ کو آگے بڑھایا اور اس پر غور کرنے اور ریکارڈ پر موجود دیگر مواد پر، چیف جوڈیشل مجسٹریٹ، گوہاٹی نے 27 اگست 1995 کو حکم جاری کیا جو جہاں تک ہمارے مقاصد کے لیے متعلقہ ہے، ذیل میں لکھا ہے:

" ملزم محترمہ گیتا کلیتا کو پولیس حراست میں دیا گیا اور عدالت حکم کے مطابق اسے 16.8.95 پر عدالت میں پیش کیا جانا تھا۔ لیکن پولیس حراست کی مدت کے دوران مبینہ بیماری کے الزام میں ملزم کے اسپتال میں داخل ہونے کی وجہ سے، عدالت نے آئی/او کی درخواست پر ملزم کو اسپتال سے فارغ ہونے پر عدالت کے سامنے پیش کرنے کی ہدایت کے ساتھ پولیس حراست کی مدت میں توسیع کر دی۔ مذکورہ بالا حالات میں ملزم گیتا کلیتا کو ایم ایم سی اسپتال میں اس وقت حراست میں رکھنا بالکل ضروری نہیں ہے اور آئی/او نے بھی ملزم کو اسپتال سے فارغ کرنے اور عدالت میں پیش کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں دکھائی ہے۔

ان حالات میں میں ملزم گیتا کلیتا کو مزید ہسپتال میں رکھنے کی اجازت دینے سے انکار کرتا ہوں اور پولیس حراست کی مدت میں توسیع کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ لہذا سپرنٹنڈنٹ، ایم ایم سی ہسپتال کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اس حکم کی وصولی پر ملزم گیتا کلیتا کو فوری طور پر فارغ کرے اور اسے آئی/او کے حوالے کرے۔ آئی/او ملزم کو وصول کرنے کے لیے ایم ایم سی ہسپتال میں حاضر ہوگا اور اسے مثبت طور پر دوپہر 1 بج کر 30 منٹ تک عدالت میں پیش کرے گا۔

عدالت احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آئی/او اور ڈاکٹر اے سی بورا، سپرنٹنڈنٹ، جی ایم سی ہسپتال دونوں نے بغیر کسی معقول وجوہات کے عدالت اختیار کی توہین کی ہے۔ لہذا، قانون کی حکمرانی کی بالادستی کو برقرار رکھنے کے لیے، ان دو اہم اور ذمہ دار عہدیداروں کے خلاف مناسب تعزیری کارروائی کرنا ضروری ہو سکتا ہے۔ لہذا، ڈاکٹر اے سی بورا، سپرنٹنڈنٹ، جی ایم سی ہسپتال گوہاٹی اور آئی/او کو اس کی وجہ

بتانے کی ہدایت کی گئی ہے کہ ان کے خلاف عدم تعمیل اور عدالت کے حکم کی تعمیل سے صاف بچنے کے لیے کارروائی کیوں نہیں کی جانی چاہیے۔"

5. جہاں تک اس نے ہسپتال سے اس کی رہائی کی ہدایت کرنے کی کوشش کی ہے، مذکورہ حکم سے ناراض، محترمہ کلیتا نے عدالت عالیہ کے ایک فاضل جج کے سامنے نظر ثانی کی درخواست دائر کی۔ فاضل جج نے اس درخواست پر غور کیا اور 29 اگست 1995 کو ایک عبوری حکم جاری کیا جس میں ایک میڈیکل بورڈ تشکیل دیا گیا جس میں چار نامور ڈاکٹر شامل تھے جو محترمہ کلیتا کے بعائنیہ کے لیے تھے۔ اور آئی او کو ہدایت دی کہ وہ محترمہ کلیتا کو پیش نہ کرے۔ کو اپنے حکم کے لحاظ سے چیف جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے پیش نہ کرے، جب تک کہ بورڈ اپنی رپورٹ پیش نہ کرے۔ فاضل جج کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے بورڈ نے محترمہ کلیتا کا معائنہ کیا اور 5 ستمبر 1995 کو درج ذیل رپورٹ پیش کی:

" اجتماعی طور پر جائزہ لینے کے بعد محترمہ کلیتا کی جسمانی حالت اور اس پر کی گئی تمام تحقیقات کے نتائج، ہم اس متفقہ نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اسے اس وقت ہلکی خون کی کمی اور معمولی آنتوں کی بے ضابطگیوں کے علاوہ کوئی بڑی بیماری نہیں ہے۔"

مذکورہ رپورٹ کے پیش نظر فاضل جج نے محترمہ کلیتا کی نظر ثانی کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ اور انہوں نے اپیل گزاروں کے خلاف درج ذیل تبصرے کیے جو اس اپیل میں متنازعہ ہیں:

(i) جیسا کہ رپورٹ سے اوپر بحث کی گئی ہے، اس نتیجے پر پہنچا جا سکتا ہے کہ ایم ایم سی ہسپتال کے دو ڈاکٹروں، یعنی ڈاکٹر ڈی کے ڈیکا اور ڈاکٹر پی کے برواہ (ہمارے سامنے دو اپیل کنندگان) کی طرف سے دی گئی رپورٹ میں ہیرا پھیری کی گئی ہے، جس کا مقصد عدالت عمل کو روک کر عدالت کو گمراہ کرنا ہے۔ ان کا طرز عمل غیر اخلاقی اور غیر پیشہ ورانہ تھا جس سے طبی پیشے کے ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی ہوئی:

(ii) 8 اگست 1995 سے 27 اگست 1995 تک کے واقعات کے سلسلے میں دو ڈاکٹروں، یعنی ڈاکٹر ڈی کے ڈیکا اور ڈاکٹر پی کے برواہ کے طرز عمل اور پیشہ ورانہ اور سرکاری ذمہ داری پر عدالتی جانچ پڑتال کی ضرورت ہے جس نے پورے عوام کے ضمیر کو ہلا کر رکھ دیا۔

(iii) مذکورہ بالا وجہ سے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ ملزم گیتا کلیتا عدالتی تحویل میں تھی، لیکن اس کی مبینہ بیماری کی وجہ سے، ایم ایم سی ہسپتال کے ڈاکٹر ڈی کے ڈیکا اور ڈاکٹر پی کے برواہ کے ذریعے ہیرا پھیری کی گئی اور اس پر روشنی ڈالی گئی کہ اس کی اسپتال میں داخل ہونے کا عمل 27.8.1995 تک جاری رہا۔

(iv) آئی او بھی دونوں ڈاکٹروں کے ساتھ تمام ہیرا پھیری کا ایک فریق ہے۔

(v) بظاہر 16.8.95 سے ملزم گیتا کلیتا پولیس کی تحویل میں نہیں تھی لیکن آئی او اور ایم ایم سی ہسپتال کے دو ڈاکٹروں کی ملی بھگت سے اس نے عدالت کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہسپتال میں اپنا قیام جاری رکھا۔اور

(vi) ایم ایم سی اسپتال کے دو ڈاکٹروں، یعنی ڈاکٹر ڈی کے ڈیکا اور ڈاکٹر پی کے بروا کی منظّم کوشش نے عدالت کارروائی کو ناکام بنانے اور عدالت عمل میں تاخیر کرنے کے لیے اپنی سرکاری حیثیت اور ذمہ داری کا غلط استعمال کیا ہے جس کے لیے ان دونوں ڈاکٹروں کو قانون کے دائرے میں لایا جانا واجب ہے۔ دونوں ڈاکٹروں کے طرز عمل اور رویے کے حوالے سے، ان کی غیر معمولی سرگرمیاں ان کی پیشہ ورانہ اخلاقیات کے بارے میں بہت کچھ بتاتی ہیں۔

.6 کسی ایسے شخص یا حکام کے خلاف توہین آمیز تبصرے کو خارج کرنے کے سوال سے نمٹنے کے دوران درخواست گزار کے لیے ٹیسٹ جن کا طرز عمل عدالت سامنے غور کے لیے آتا ہے ان مقدمات میں جن کا فیصلہ اس کے ذریعے کیا جانا ہے، اس عدالت ذریعے ریاست اتر پردیش بنام محمد نیام، (1964) 2 ایس سی آر 363 میں مختصر طور پر بیان کیا گیا تھا۔ وہ جانچ یہ ہیں:

(i) آیا وہ فریق جس کا طرز عمل زیر بحث ہے عدالت کے سامنے ہے یا اسے اپنی وضاحت یا دفاع کا موقع حاصل ہے۔

(ii) کیا اس طرز عمل سے متعلق ریکارڈ پر کوئی ثبوت موجود ہے جو ریمارکس کو درست ثابت کرتا ہے؛

اور

(iii) آیا مقدمے کے فیصلے کے لیے، اس کے ایک لازمی حصے کے طور پر، اس طرز عمل کو متحرک کرنا ضروری ہے۔

مذکورہ بالا ٹیسٹوں کا حوالہ منظوری کے ساتھ دیا گیا ہے اور اس عدالت نے جگے رام، انسپکٹر آف پولیس و دیگر بنام ہنسے راج میدھا، اے آئی آر (1972) ایس سی 1140، آر کے لکشمن بنام اے کے سری نواسن، اے آئی آر (1975) ایس سی 1741 اور نرنجن پٹنائک بنام ششی بھوشن کرو دیگر، اے آئی آر (1986) ایس سی 819۔

.7 ہمیں یہ جان کر حیرت ہوئی کہ اس عدالت مذکورہ بالا فیصلوں کے باوجود، فاضل جج نے ریمارکس دینے سے پہلے، اپیل گزاروں کو، جو تسلیم شدہ طور پر نظر ثانی کی درخواست میں فریق نہیں تھے، اپنا دفاع کرنے کا کوئی موقع نہیں دیا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فاضل جج کے تبصرے کی نوعیت نے اپیل گزاروں پر

ان کے کردار اور ساکھ کو متاثر کرنے والے سنگین شکوک وشبہات کا اظہار کیا ہے اور بالآخر ان کے کیریئر کو بھی متاثر کرسکتا ہے۔اپیل گزاروں کو سماعت کا موقع دیے بغیر ان کی مذمت کرنا فطری انصاف کے بنیادی اصول کی مکمل نفی تھی۔

8. محمد نائم کے معاملہ (سپرا) میں طے شدہ پہلے ٹیسٹ کے تناظر میں فیصلہ کیا گیا۔ہماری مذکورہ بالا بحث اعتراض آمیز تبصروں کو کالعدم قرار دینے کے لیے کافی ہے،لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تبصرے اس میں بیان کردہ دوسرے ٹیسٹ کے لیے بھی کمزور ہیں۔نظر ثانی کی درخواست کو مسترد کرنے کے حکم پر غور کرنے پر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ فاضل جج کے تبصرے صرف اس حقیقت پر مبنی ہیں کہ چار طبی ماہرین پر مشتمل میڈیکل بورڈ کی رپورٹ نے ان کی رپورٹ کو غلط ثابت کیا۔درحقیقت، بورڈ کی رپورٹ کے علاوہ ہمیں ریکارڈ پر کوئی اور مواد بھی نہیں ملا ہے جس سے فاجل جج ہمارے سامنے موجود دو اپیل گزاروں کے خلاف مذکورہ بالا تبصرے کو منظور کرنے کے لیے جائز اور جائز طور پر اطمینان حاصل کرسکتا تھا۔ہم یہ بھی شامل کرنے میں جلدی کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا مشاہدہ کرتے ہم نے ان مواد کو اپنے غور سے باہر کر دیا ہے جس نے فاضل جج کو آئی او کے خلاف منفی تبصرے کرنے پر مجبور کیا۔

9. اپیل گزاروں کے فاضل وکیل مسٹر گوسوامی نے دلیل دی کہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ میڈیکل بورڈ کی رپورٹ اپیل گزاروں کی رپورٹ کو غلط ثابت کرتی ہے کیونکہ وہ محترمہ کلیتا کے طبی معائنے پر مبنی تھی۔اور وہ صرف بورڈ کے ذریعہ اس کے معائنہ سے بہت پہلے ،مسٹر گوسوامی نے آگے کہا کہ اپیل گزاروں نے 25.8.1995 پر مزید رپورٹ پیش کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اس کی حالت بہتر ہوئی ہے۔مذکورہ بالا حقائق کے تناظر میں،مسٹر گوسوامی نے زور دیا کہ صرف اس وجہ سے کہ بورڈ نے اپنے بعد کے معائنے میں پایا کہ محترمہ کلیتا اس وقت کسی بڑی بیماری میں مبتلا نہیں تھی، یہ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ اپیل گزاروں کی طرف سے محترمہ کلیتا کی بیماریوں کے بارے میں پہلے دی گئی رپورٹیں غلط تھی۔تاہم ہم معاملے کے اس پہلو پر غور نہیں کرنا چاہتے اور اس بنیاد پر ریمارکس کے جواز کا جائزہ لینے کے لیے آگے بڑھیں گے کہ اپیل گزاروں کی تشخیص واضح طور پر غلط تھی اور بورڈ، جو تسلیم شدہ طور پر ایک اعلی ادارہ تھا،ٹھیک ہے۔

10. اگر فاضل جج متنازعہ تبصرے کرنے کی استدلال کو اس کے منطقی نتیجے پر پہنچایا جاتا ہے،تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب بھی کوئی اعلی عدالت نچلی عدالت کسی نتیجے کو کالعدم قرار دیتی ہے، جو کہ واضح طور پر غلط ہے،تو سابق کو مؤخر الذکر کے خلاف توہین آمیز تبصرے کرنے کے لیے چارٹر مل جاتا ہے کیونکہ اس نے ایسا نتیجہ درج کیا تھا۔کوئی بھی نتیجہ اخذ کرنے سے پہلے کہ کسی کمتر ادارے یا عدالت نے کسی غلط مقصد کے

ساتھ یا کسی مڑے ہوئے مقصد کے لیے غلط نتیجہ درج کیا ہے، اعلیٰ ادارے یا عدالت کو، جیسا بھی معاملہ ہو، یہ ظاہر کرنا چاہیے کہ واضح طور پر غلط نتیجے کے علاوہ ایسے مواد موجود ہیں جو اسے اس نتیجے پر پہنچنے پر مجبور کرتے ہیں۔ بصورت دیگر، نتیجہ گھمنڈ ہوگا اور انصاف اور مساوی برتاو حادثات ہوں گے۔

.11 اب جب کہ ہمیں پتہ چل گیا ہے، محمد نائم کے معاملہ (سپرا) کے پہلے جانچوں کو لاگو کرنا متنازعہ ریمارکس کو جائز نہیں ٹھہرایا جاسکتا، یہ سوال کہ کیا یہ اس بات کو مطمئن کرتا ہے کہ تیسری آزمائش میں بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم، ہم اپنے فرض میں ناکام ہو جائیں گے اگر ہم اپیل گزاروں کے طرز عمل کی مذمت کرتے ہوئے اس فقرے کی تشہیر نہیں کرتے جو فاضل جج نے استعمال کیا ہے۔ محمد نیام کے معاملے (سپرا) میں اس عدالت نے تین ٹیسٹ (پہلے حوالہ دیا گیا) پیش کرتے ہوئے مزید مشاہدہ کیا:

"یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ عدالتی اعلان عدالتی نوعیت کا ہونا چاہیے اور عام طور پر تحمل، اعتدال پسندی اور تحفظ سے الگ نہیں ہونا چاہیے۔"

نرنجن کے معاملے (سپرا) میں مذکورہ بالا مشاہدات کی منظوری کے ساتھ حوالہ دیتے ہوئے اس عدالت نے مزید مشاہدہ کیا:

"ہمیں صرف یہ یاد دلانے کی ضرورت ہے کہ فورم جتنا اونچا اور طاقتیں جتنی زیادہ ہوں، تحمل کی ضرورت اتنی ہی زیادہ ہوگی اور بدنامی اتنی ہی کم ہونی چاہیے۔"

.12 حال ہی میں، اباتی کانتی رے بنام ریاست اڑیسہ اور دیگر (1995)6 اسکیل 41 میں، اس عدالت نے اس عدالت پہلے مقدمات کا حوالہ دینے کے بعد درج ذیل مشاہدات کیے ہیں، جن میں آر کے لکشمن (سپرا) اور نرنجن (سپرا) شامل ہیں:

"جو ہم نے اوپر کہا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں ہے اور یہ صرف عدالتی املاک کے قائم کردہ اصولوں کا اعادہ ہے اور عدالتی افعال انجام دینے والے ہر شخص سے توقع کی جاتی ہے۔ کسی کے خلاف توہین آمیز تبصرے کرنے کی بے تحاشہ زبان کا استعمال جب تک کہ کیس کا فیصلہ کرنے کے لیے یہ ضرورت نہ ہو، عدالتی طرز عمل سے مطابقت نہیں رکھتا۔ مستقل ریکارڈ کے لیے عدالتی احکامات میں تحریری الفاظ جو تحریری احکامات دیتے وقت عدالتی طاقت کے استعمال میں خود تحمل کا مظاہرہ کرنا اور بھی ضروری بناتے ہیں۔ خود کو یاد دلانے اور بعض اوقات اشتعال انگیزی سے پیدا ہونے والے نقصانات سے بچنے کے لیے اس پہلو کو یاد رکھنا مددگار رہے۔

.13" مذکورہ بالا مشاہدات کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہم محسوس کرتے ہیں کہ فاضل جج کو اپیل گزاروں پر تنقید کرتے ہوئے معتدل زبان اور اعتدال پسند تاثرات کا استعمال کرنا چاہیے تھا، کیونکہ ایسے معاملات میں

منصفانہ تحمل صرف اس اعلی عہدے کو زیادہ وقار دیتا ہے جو فاضل جج کے پاس ہے اور عدلیہ کے لیے زیادہ احترام فراہم کرتا ہے۔ مذکورہ بحث کے لیے ہم اس اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور اپیل گزاروں کے خلاف کیے گئے پہلے حوالہ کردہ توہین آمیز تبصروں کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔

14. اس فیصلے سے علیحدگی اختیار کرنے سے پہلے ہم اس بات کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں کہ محترمہ کلیتا کی طرف سے دائر نظر ثانی کی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے فاضل جج نے درج ذیل حکم درج کیا ہے:

" اس کے مطابق میں فاضل چیف جوڈیشل مجسٹریٹ کے حکم کو برقرار رکھتا ہوں جو ان سرکاری اہلکاروں کے خلاف وجہ بتانے کی ہدایت کے ساتھ منظور کیا گیا تھا اور میں عدالت کو قانون توضیعات کے مطابق آگے بڑھنے کی ہدایت کرتا ہوں۔"

(زور دیا گیا)

15. عدالت عالیہ کی یہ ہدایت چیف جوڈیشل مجسٹریٹ (جس کا حوالہ پہلے دیا گیا ہے) کے حکم کے مطابق نہیں ہے کیونکہ اس میں ہدایت ڈاکٹر اے سی بورا، سپرنٹنڈنٹ، ایم ایم سی ایچ اور تفتیشی افسر کے طرز عمل کی تحقیقات کرنے کے لیے ہے نہ کہ ہمارے سامنے دو اپیل گزاروں کی۔

جی۔این۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Sheikh Javiad Alam
I am the author of this document

15.07.24